[6 hrs](https://www.facebook.com/permalink.php?story_fbid=144757649369951&id=100015071504571" \t ") ·

حدیث معنعن ( موجودہ احادیث کی اصل حقیقت جو خود محدثین اور علماء تسلیم کرتے ہیں )

ہمارے ذخیرہ احادیث کا ننانوی فیصد حصہ " حدیث معنعن " ہے ۔ یعنی "عن فلان عن فلاں" کے ذریعہ منقول ہے ۔ ہر حدیث کی صحت کے لیے پانچ شرطیں ہیں ان میں ایک شرط " اتصال سند " ہے یعنی سلسلہ سند کے ہر راوی نے اپنے استاد سے یہ روایت روبرو سنی ہو جس کا مقصد ہے کہ دو چیزیں لازمی ہیں ایک یہ کہ استاد اور شاگرد کے بیچ میں کو ءی دوسرا نہ ہو اور شاگرد نے وہ روایت اپنے استاد سے اپنے کانوں سے سنی ہو ۔ اور یہ بات صراحۃ تب معلوم ہوسکتی ہے جب راوی اپنی روایت میں سمعت یعنی میں نے سنا یا اس کا مترادف لفظ استعمال کرے ۔ لیکن اگر راوی اس کی بجاء لفظ " عن " کا استعمال کرتا ہے تو اس سے صراحۃ سننا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ جس طرح لفظ عن میں سماع کا احتمال ہے اسی طرح انقطاع اور عدم سماع کا بھی اتنا ہی احتمال ہے ۔ اب یہ صورتحال محدثین کے سامنے بھی تھی اس لیے سوال پیدا ہوا کہ حدیث معنعن کو اتصال پر محمول کیا جاٗے یا انقطاع پر ۔ یعنی راوی نے تو نہیں بتا یا کہ اس نے یہ روایت اپنے استاد سے سنی ہے یا نہیں لیکن اس نے عن لگا کر اپنی روایت کو اپنے استاد کی طرف منسوب کردیا اب ہم اور محدثین پریشان ہوٗے کہ ہم کیا سمجھیں کہ روایت متصل ہے یا منقطع ۔ تو اس میں ہمارے محدثین نے کہا کہ ٹوٹل چار صورتیں ہیں تیں صورتوں میں تو روایت قطعی طور پر منقطع ہے :۔  
۱۱۔ استاد اور شاگرد کا زمانہ ایک نہ ہوپھر بھی راوی " عن " لگاکر ایسے شخص سے روایت کر رہا ہو جو اس سے کٗی سال پہلے گذر چکا ہو اور ایسی کٗی روایات اور احادیث خود صحاح ستہ میں موجود ہیں ۔ اور بڑے بڑے نامور راوی ایسے لوگوں سے روایت کر رہے ہیں جو ان سے کٗی سال پہلے فوت ہوچکے تھے لیکن پھر بھی یہ راوی ہمارے محدثین کے ہاں ثقہ اور سچے شمار ہوتے ہیں۔یہ بات ان کو جھوٹ نہیں لگتی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کسی بات کو منسوب کرنے میں۔ اور ان راویوں میں ایک نام "ھشام بن عروہ "کا بھی ہے۔  
۲۔ استاد اور شاگرد کا زمانہ تو ایک ہو لیکن ان کی ملاقات  ایک دوسرے کے ساتھ نہ ہونا ثابت ہو اور پھر بھی وہ ایسے لوگوں سے روایت کر رہا ہو " عن " لگاکر تو یہ روایت بھی منقطع ہوگی۔اور ایسے بھی کءی احادیث موجود ہیں۔  
۳۳۔ استاد اور شاگرد کا زمانہ بھی ایک ہے اور نہ ملنا ثابت نہ ہو یعنی ملے ہیں یا نہیں ان میں کچھ بھی ثابت نہیں کوٗی پتہ نہیں کہ ملے تھے یا نہیں لیکن صرف زمانہ ایک ہے یعنی ہم عصر ہیں تو اس صورت کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ راوی "مدلس" ہو ۔ یعنی بیچ میں اپنے ایک یا کچھ استادوں کو سند سے گرا کر اور حذف کرکے اور چھپاکر اوپر کے راوی سے روایت کرنے کا عادی ہو تو اس صورت میں بھی یہ " عن "والی روایت منقطع ہوگی ۔اس قسم کے راویوں میں ایک نام "ھشام بن عروہ " کا بھی ہے بقول طحاوی و غیرھم ھشام مدلس ہے۔  
۴۔  یہ ہی تیسری صورت کی دوسری صورت کہ استاد اور شاگرد کا زمانہ ایک ہے دوںو ں کا نہ ملنا ثابت ہے اور نہ ، نہ ملنا ثابت ہے ہوسکتا ہے کہ ملے ہوں اور ہوسکتا ہے کہ نہ ملے ہوں لیکن وہ " عن" لگاکر روایت کر رہا ہے اور وہ " مدلس " نہیں ہے تو جمھور محدثین اس صورت میں " عن " والی روایت پر اتصال کا حکم لگاتے ہیں اور ننانوے فیصد روایات اور احادیث اسی قسم کی ہیں ۔ لیکن اس صورت چہارم میں بھی کٗی محدثین نے کہا کہ آپ اس قسم کی روایت کو کیسے متصل قراردے رہے ہین جس میں یہ ثابت ہی نہیں ہے کہ راوی اپنے استاد سے ملا یا نہیں کم از کم ایک ملاقات ثابت ہونی چاہیے ورنہ یہ روایت منقطع ہوگی اس بات پر امام مسلم ناراض ہوگٗے اور کہا کہ پھر تو سارے ذخیرہ احادیث سے ہاتھ دھونا پڑیگا اس لیے امام مسلم فرماتے ہین کہ اتصال سند کے لیے صرف معاصرت یعنی ہم عصر ہونا لازمی ہے ملنا کا ثبوت ہونا لازمی نہیں ہے اور کچھ محدثین کہتے ہیں کہ ملاقات اور اس کا ثبوت لازمی ہے ۔ لیکن کچھ محدثین اس سے بھی زیادہ شرط عاءد کرتے ہیں کہ صرف ملاقات لازمی نہیں ہے بلکہ اس شاگرد کا اس استاد سے کم از کم ایک بار پڑھنا اور روایت کرنا اور سماع کرنا بھی ثابت ہو کیوں کہ صرف ایک ملاقات سے یہ کہاں لازم ٓتا ہے کہ اس نے اس سے روایت بھی لی ہے یا نہیں بلکہ کچھ محدثین اس سے بھی زیادہ شرط عاٗید کرتے ہین کہ صرف ایک بار روایت یا سماع کافی نہین ہے بلکہ کچھ کافی وقت اس کا شاگرد رہا ہو یعنی ان دونوں کے استاد اور شاگرد ہونے کا رشتہ کافی گھرا اور معروف و مشہور ہو تو پھر غیر مدلس ہونے کی صورت میں اس کی "عن" والی روایت متصل ہوگی ورنہ نہیں ۔لیکن ان تمام شرطوں کے باوجود " عن " سے منقول روایت منقطع ہوتی ہے اور امام مسلم نے اس کی مثالیں پیش کی ہیں اس لیے وہ فرماتے ہین کہ یا تو صرف اس پر راضی رہیں کہ اگر استاد اور شاگرد ہم عصر ہیں تو روایت متصل ہوگی اس سے زیادہ شرطیں نہ لگاءیں کیون کہ ان شرطوں کے باوجود روایت "عن " والی منقطع ہوتی ہے ۔ اور زیادہ شرطیں لگانے سے سارے ذخیرہ احادیث سے ہاتھ دھونا پڑے گا کیوں کہ "عن " والی حدیثوں میں سماع ثابت نہیں کیا جاسکتا ۔جتنی شرطیں لگاٗیں گے اتنی روایات میں زیادہ کٹوتی کرنی پڑے گی ۔  
 ہم سمجھتے ہین کہ " عن " سے منقول ساری روایات منقطع ہین یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت اور سنی ہوءی نہیں ہیں اور صرف منسوب ہیں جن کے سماع کا کوٗی ثبوت نہین ہے اور ننانوے فیصد سے زیادہ احادیث " عن " سے منقول ہیں ۔ اور منقطع اس لیے ہیں کہ اگر استاد نے یہ روایت جو وہ " عن " سے بیان کر رہا ہے اگر اس نے سنی ہے تو " عن " کیوں لگا رہا ہے اور اگر نہیں سنی ہے تو " عن " لگاکر جھوٹ کیوں بول رہا ہے اور کیوں روایت کو اس انسان کی طرف منسوب کر رہا ہے جس سے اس نے سنی ہی نہیں ہے ۔ کیا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف باتوں کو ویسے ہی منسوب کردیتے تھے بغیر سنے ہوٗے ؟   
 اور جس روایت کو " عن "سے ذکر کیا گیا ہے خاص اسی متعین ہر ایک روایت کے سماع کا ثبوت ضروری ہے کیوں کہ اس بات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یا کسی صحابی رسول کی بات کرکے پیش کیا جا رہا ہے اور دین کرکے پیش کیا جا رہا ہے بلکہ وحی الاہی اور وحی خفی کرکے پیش کیا جا رہا ہے کیا دین الاہی اور وحی الاہی ایسے طریقے سے ثابت ہوگی کہ جس کا کوٗی اتہ پتہ ہی نہیں ہے کہ اس مخصوص وحی اور حدیث کا سماع ہی ثابت نہیں ۔۔۔ مشکوک وحی مشکوک دین۔  
۔۔۔ اللہ کا دین قرآن میں محفوظ ہے ۔ بصیرت حق ۔  
[Baseerat E Haq](https://www.facebook.com/baseerat.ehaq)

Top of Form